



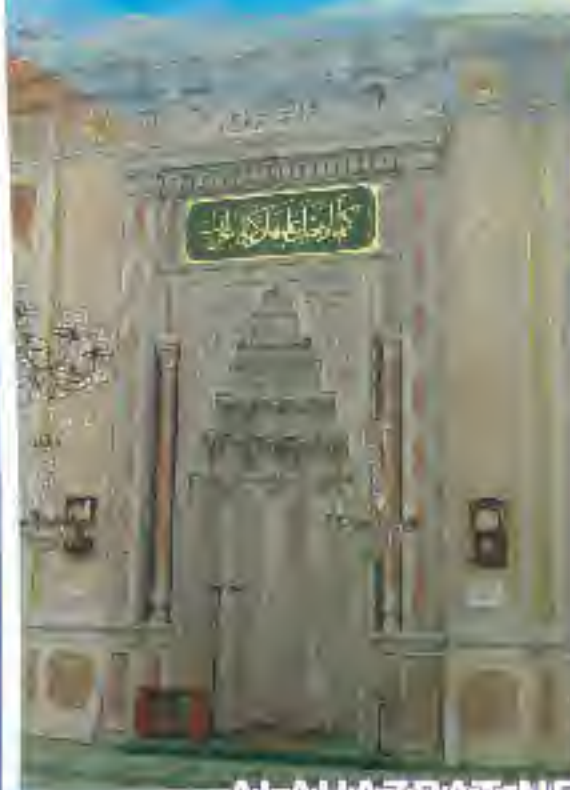
حُراب میں قیام امام سے متعلق درستی کے تاج

تہجان الصواب فی قیام الامام فی الحُراب

۱۴۲۰ھ

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا



ALAHAZRAT-NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

تبیان الصواب فی قیام الامام فی المحراب

(محراب میں قیام امام سے متعلق درستگی کے تاج)

(محراب کے معنی اور امام کے محراب میں کھڑا ہونے پر نفیس بحث)

مسئلہ از جبل پور قریب مسجد کو توالی مرسلہ مولانا مولوی شاہ محمد عید السلام صاحب قادری برکاتی

۶ جمادی الاخری ۱۳۲۰ھ

حمد و صلوة کے بعد، کیا فرماتے ہیں ہمارے سربراہ و
آقا، مرشد، ہمارے آج اور کل کے لئے ذخیرہ،
دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ، اللہ رب العالمین
کی نشانیوں میں سے ایک نشانی، مسلمانوں پر
اللہ کی نعمت، بقیہ علماء سے زیادہ صاحب علم
فضلاء سے افضل، تاج المحققین، سراج المدققین،
فتاویٰ اور اصحاب فتاویٰ کے شیخ، صاحب
مقامات کاملہ اور کمالات زاہرہ و باہرہ، صاحب
حجت قاہرہ، مجدد مائتہ حاضرہ، علامہ اجل و ابجل،
نہ کھلنے والے عقدوں کو کھولنے والے، علوم کے
سمندر، مخفی رازوں کے واضح کرنے والے، حد
الشرعیہ، سنت کو زنده کرنے والے، عظیم محدث و

اما بعد ما یقول سیدنا و سندنا و مولانا
و مرشدنا و الذ خولیو منا و غدنا و سیلتنا
و برکتنا فی الدنیا و الدین آیۃ من
آیات اللہ رب العلمین نعمۃ اللہ علی
المسلمین اعلم العلماء المتبحرین
افضل الفضلاء المتصدرین تاج المحققین
سراج المدققین مالک انزمتہ الفتاویٰ و
المفتیین ذوالمقامات الفاخرۃ و الکمالات
الزاهرۃ الباہرۃ صاحب الحجۃ القاہرۃ مجدد
المائتہ الحاضرۃ العلامة الاجل الابجل حلال
عقدۃ ما لا ینحل بحر العلوم کاشف السر
المکتم صدر الشریعۃ محی السنۃ المحدث

قیام نماید در مسجد باشد یا در صحن مسجد با جماعت
 قلیل کہ از عدم محاذات وسط صفت لازم نیاید
 مکروه نباشد و از عبارت آخری مستفاد می شود کہ
 امام را تب راتر کہ محراب و قیام در غیر محراب مطلقاً اگر چه
 بازائے وسط صفت باشد و بہر گاہ کہ بود اندرون مسجد
 یا بیرون مسجد در صحن و غیرہ مکروه باشد لاندہ خلاف
 عمل الامة و ظاہر ہما یدل علی التصدرب و
 التثانی بینہما فکیف التطبیق -

سوال دوم قیام امام در محراب بطوریکہ مصرح
 فقہائے کرام رحمہ اللہ تعالیٰ است یعنی قیامہ
 خاسرجہ و سجودہ فیہ چہ حکم دارد مباح یا سنت
 امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ در جامع صغیر می فرماید عن
 یعقوب عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ
 لا بأس ان یکون مقام الامام فی المسجد
 و سجودہ فی الطاق و یکر ان یقوم فی
 الطاق **وہکذا فی الہدایۃ و**
در کتاب الآثار می نویسند و اما نحن فلا نری
 بأسا ان یقوم بحیال الطاق ما لم یدخل
 فیہ اذا کان مقامہ خاسرجا منہ و
 سجودہ فیہ و ہو قول ابی حنیفۃ
 رحمۃ اللہ علیہ فیفہم
من ہذہ العبارات

کھڑا ہو خواہ مسجد کے اندر ہو یا صحن مسجد میں یا جماعت
 قلیل ہو تاکہ وسط صفت کی عدم محاذات لازم نہ آئے
 تو یہاں کہ بہت نہ ہوگی اور دوسری عبارت سے پتا
 چلتا ہے کہ مقرر امام کا محراب کو ترک کر کے غیر محراب میں
 کھڑا ہونا خواہ صفت کے وسط میں ہو اندرون مسجد
 یا صحن مسجد میں ہر جگہ مکروه ہے کیونکہ یہ عمل امت کے
 خلاف ہے اور ان دونوں عبارت میں بظاہر تعارض و
 منافات ہے ان میں تطبیق کیسے ہوگی؟

سوال دوم امام کا محراب میں اس طرح کھڑا ہونا
 جو فقہائے کرام رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے یعنی خود
 خارج میں کھڑا ہو اور سجدہ محراب میں کرے کیا حکم
 رکھتا ہے مباح یا سنت؟ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے
 جامع صغیر میں فرمایا کہ امام یعقوب نے امام اعظم
 ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ امام کا مسجد
 میں کھڑا ہو کر محراب میں سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں
 البتہ محراب میں کھڑا ہونا مکروه ہے احد اور ہدایہ
 میں بھی اسی طرح ہے اور کتاب الآثار میں امام محمد
 لکھتے ہیں کہ رہا معاملہ ہمارا تو اگر امام محراب کے گوشے
 میں کھڑا ہو بشرطیکہ اس میں داخل نہ ہو اور اس کی
 قیام گاہ اس سے باہر ہو اور سجدہ اس کے اندر ہو
 تو ہمارے نزدیک کوئی حرج نہیں اور امام ابو حنیفہ
 رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی موقف ہے، ان تمام عبارت سے

الاذن والرخصة فيه واذا كثر كتب معتمدة فتنبيه
ہم جواز مطلق مفہوم می شود کہ عبارات متون و شروح
معتمدہ مشہورہ یکوہ قیام الامام فی الطاق ولایکہ سجود
فی الطاق اذا کان قائما خارجا عن المحراب اہ ملخصا
یعنی کنز، لا مسجود فیہ و قد صا
خارج الخ مختصرا در مختار، لایکہ انت
قام الامام فی المسجد و سجد فی الطاق
الخ مختصرا قہستاف و غیرہا من
العبادات المتقاربات لہا
مشعر ہیں معنی خواہند شد از ای تصریحات
معلوم می شود کہ قیام امام در محراب بطور مذکور مباح
جائزست نہ کہ سنت و مندوب پس از ترک
محراب و قیام در غیر آن بیچ کراہتہ لازم نیاید
اما علامہ محقق شامی رحمۃ اللہ علیہ در رد المحتار
از معراج الدرایہ و مبسوط نقل می نمایند
السنة ان يقوم في المحراب
ليعتدل الطرفان ولو
قام في احد جانبي
الصف يكره الخ ايضا السنة ان
يقوم الامام اناء وسط الصف الا ترى

یہی محسوس ہوتا ہے کہ اس میں اجازت و رخصت
ہے، اور اکثر کتب فقہ جو معتمد ہیں ان سے بھی مطلق
جواز مفہوم ہوتا ہے کیونکہ مشہور متون اور شروحات
میں درج ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے
مگر محراب میں سجدہ کرنا مکروہ نہیں جبکہ وہ خارج محراب
کھڑا ہو اہ ملخصا یعنی کنز، محراب میں اس کا سجدہ
مکروہ نہیں جبکہ اس کے قدم محراب سے خارج ہوں
الخ اختصاراً، در مختار میں ہے اگر امام مسجد میں کھڑا ہو
اور سجدہ محراب میں ہو تو کراہت نہیں الخ اختصاراً،
تہستانی اور دیگر کتب میں ایسی ہی قریب المعنی عبارات
ہیں جن سے بین معنی مترشح ہوتا ہے، ان تمام تصریحات
سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام کا محراب میں مذکورہ طریقہ
پر کھڑا ہونا جائز و مباح ہے سنت و مندوب نہیں
لہذا محراب کا ترک اور دوسری جگہ کھڑے ہونے سے
کراہت لازم نہیں آتی۔ لیکن علامہ محقق شامی رحمۃ اللہ
علیہ نے رد المحتار میں معراج الدرایہ اور مبسوط سے
نقل کیا کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے تاکہ
دونوں اطراف میں اعتدال ہو جائے، اگر کسی ایک جانب
کھڑا ہوا تو کراہت ہوگی الخ وہاں یہ بھی ہے امام کا
وسط صف کے مقابل کھڑا ہونا سنت ہے کیا آپ نے

۲۳/۱	مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر	باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا	۱۰ عینی علی اکثر
۹۲/۱	مطبوعہ مجتہاتی دہلی	باب ما یفسد الصلوۃ الخ	۱۱ در مختار
۱۹۲/۱	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران	فصل ۱۱	۱۲ جامع الرموز للفتاوی
۵۶۸/۱	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	مطلب فی کراہتہ قیام الامام فی غیر المحراب	۱۳ رد المحتار

ان المحارب ما نصبت الا وسط المساجد
وهي عينت لمقام الامام ايضا
والاصح ما روى عن ابى حنيفة انه قال
اكره ان يقوم بين السارين اذ في زاوية
اذ في ناحية المسجد او الى سارية لانه
خلاف عمل الامة قال عليه الصلوة و
السلام توسطوا الامام الخ وازن تا رغانيه
می آرند ویکره ان يقوم في غير
المحارب الا بضرورة ونیز می فرمایند
يفهم من قوله اذ الى سارية كراهة
قيام الامام في غير المحارب ويؤيده
قوله قبله السنة ان يقوم في المحارب
وكذا قوله في موضع اخر السنة ان
يقوم الامام انما اوسط الصف الخ
آخر ما هو المنقول والمذكور فيه كل
ذلك يدل على ان السنة للامام ان
يقوم في المحارب ويكره ان يقوم في غيره
فما صورة التطبيق بين هذه الاقوال المختلفة
او الترجيح لواحد على وجه يتبين
به الصواب والحكم الصحيح آیا امام راتب

نہیں دیکھا کہ محراب میں مساجد کے درمیان بنائی جاتی
ہیں جو امام کے مقام کا بھی تعین کر دیتی ہیں اور اصح
قول جو امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ میں امام کا دو
ستونوں کے درمیان یا زاویہ یا مسجد کے گوشے یا
ستون کی طرف کھڑا ہونے کو ناپسند کرتا ہوں کیونکہ
یہ عمل امت کے خلاف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و
السلام نے فرمایا، امام کو درمیان میں کھڑا کرو۔
تا تا رغانیہ میں ہے کہ امام کا ضرورت کے بغیر
محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ
امام صاحب کے قول "یا ستون کی طرف" سے
معلوم ہوتا ہے کہ غیر محراب میں امام کا قیام مکروہ ہے
اس کی تائید اس پہلے قول سے ہوتی ہے کہ محراب
میں کھڑا ہونا سنت ہے، اسی طرح دوسرے مقام
پر ہے کہ سنت یہ ہے کہ امام وسط صف کے مقابل
کھڑا ہو، اس بارے میں جو کچھ منقول و مذکور ہے
وہ تمام اس پر دال ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا
ہونا سنت ہے اور غیر محراب میں قیام مکروہ ہے،
تو اب ان مختلف اقوال میں تطبیق کیسے ہوگی یا ان
میں سے کسی ایک کو ترجیح کیسے دی جائے تاکہ درست
راے اور حکم صحیح واضح و متعین ہو جائے، کیا امام کا

۵۶۸/۱	مطبوعہ ایچ ایم سعید پبلی کیشنز کراچی	باب الامامة	رد المحتار
۶۴۶/۱	" " " " "	باب ما یفید الصلوة وما یکرہ فیہا	رد المحتار
۵۶۸/۱	" " " " "	مطلب فی کراهة قیام الامام فی غیر المحارب	رد المحتار
"	" " " " "	" " " " "	"

محراب کے محاذی صحن مسجد میں قیام جیسا کہ ہمارے علاقے میں متعارف ہے بنا بر اعتبار مسجد صغی و شتوی جائز ہے یا کوئی اور صورت ہے، اس بارگاہ میں سوال ہے جو بلند، اعلیٰ، محبوب، پاکیزہ و مقدس ہے کہ یہاں اس مقام کی ایسی تحقیق اور مقصد کی وضاحت عطا فرمائے جس سے مشکل حل ہو جائے اور ذہن مطمئن ہو جائے۔ (ت)

بینوا ووجروا۔ فقیر حقیر مستہام غلام تراب الاقدام اقل خدم الحرمین علی مقام احقر الطلبة محمد عبد السلام سنی حنفی قادری جلیپوری عفی عنہ۔

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم، ہم اس کی حمد بجا لاتے ہیں اور اس کے رسول کریم کی خدمت میں صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہیں، حمد و صلوٰۃ کے بعد، اسے روشن ضمیر سر پادایت، مولانا الفاضل الکامل العالم العالم ثقی نقی لائق تام، پاکیزہ، ستھرا، سنی، قیمتی، جمیل، بزرگ، اللہ تعالیٰ ان کو عزت و اکرام سے زندہ رکھے، ہمیں اور ان کو جنت میں داخل کرے، یا ذا الجلال والاکرام آمین! ارسال کردہ مبارک مسئلہ چار سوالات پر مشتمل ہے ایک یہ ہے کہ علامہ شامی کی دو عبارات میں منافات کی نفی مقصود ہے کہ ایک جگہ امام کے صنف میں عدم توسط کو علت کراہت قرار دیا ہے نہ کہ ترک محراب کو، حتیٰ کہ اگر امام صنف کے درمیان کھڑا ہو جاتا ہے اگرچہ محراب میں نہیں تو اب کراہت نہ ہوگی، دوسرے مقام پر ترک محراب کو مکروہ کہا ہے حتیٰ کہ اگر امام محراب چھوڑ کر

را قیام در صحن مسجد بجا ذاء محراب در صنف کما هو المعتاد فی دیارنا بنا بر اعتبار فرق مسجد صغی و شتوی جائز و اشترکہ یا بوجه دیگر فالمسئول من الحضرة العلية البهية السنية الرضوية المطهرة القدسية ان نستفيض بتحقيق المقام وتوضيح المرام بحيث ينكشف به المشكل و ينحل به المعضل فطمئن به الا وهام۔

بینوا ووجروا۔ فقیر حقیر مستہام غلام تراب الاقدام اقل خدم الحرمین علی مقام احقر الطلبة محمد عبد السلام سنی حنفی قادری جلیپوری عفی عنہ۔

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اصابعہ بر ضمیر منیر مدی تخمیر مولانا الفاضل الکامل العالم العالم الثقی النقی الحنفی الوفی الصنفی الذکی الذکی السنی السنی الجمیل الجمیل المولوی الشاہ محمد عبد السلام القادری البرکاتی السنی الحنفی سلمہ اللہ تعالیٰ بالعز والاکرام والسلام والسلام وحمایہ الاسلام وجعلناہ وایاہ دار السلام آمین آمین یا ذا الجلال والاکرام مستتر نیست کہ مسئلہ مسئلہ سامی بر چار سوال اشتمال دارد یکے نفی تنافی از دو عبارت علامہ شامی کہ جائے بنائے کراہت در حق امام عدم توسط صنف را داشته است نہ ترک محراب را تا آنکہ اگر میانہ صنف ایستد کراہت نبود اگرچہ ترک محراب گوید و دیگر جافض ترکش را تا آنکہ اگر در غیر محراب ایستد کراہت باشد گر میانہ صنف باشش و دم دفع

تدافع از تنصیصات متون وغیرہ کہ قیام در نفس
محراب را مکروہ فرمودہ اند و بازائے ادا ستادن
را چنانکہ سجدہ در محراب اقتد بہ لفظ لا باس بہ کہ
مفید مجرد اباحت عاری از فضیلت بلکہ در غالب
اطلاق مشعر بکراہت است تعبیر نمودہ: و تصریحات
مبسوط امام خواہر زادہ و معراج الدرایہ و تاتارخانیہ
وغیرہ کہ قیام امام در محراب سنت است و ترکش
موجب کراہت و اسارت، سوم آنکہ امام را تب
را ترک محراب با وضعت توسط صفت در مسجد
صیغی خواہ شتوی مکروہ باشد یا خیر، چہارم
آنکہ امام را بازائے محراب ایستادن چنانکہ
سجدہ درون طاق باشد سنت و وجہ فضیلت
ست یا محض مباح، دو سوال پیش نشانہ
متماثل است عبارت اول شامی کہ ترک محراب
را وجہ ایراث کراہت نہ داشت بانصوص متون
موافق می آید کہ قیام بازائے محراب را لا باس
بہ گفتند پیدا است کہ ترک مباح کراہتہ ندارد
و عبارت دومش با قول مبسوط و مامعہ مشایعت
نماید کہ قیام فی المحراب چون مسنون است نفس
ترکش ہر آنسینہ مکروہ و زبون است و سوال
سوم نیز از ہمیں مناشی ناشی آمدہ کہ اونیز از
کراہت و عدم کراہت ترک محراب مستحسن می راند
و اگر نیکو بنگرند سوال چہارم نیز از ہمیں گریبان
سر برزدہ زیرا کہ چونکہ بتصریحات ائمہ مذہب قیام
در نفس طاق مکروہ است لاجرم آنجا کہ حکم فضیلت

دوسری جگہ کھڑا ہوا تو یہ مکروہ ہے خواہ وہ در میان
صف ہی کھڑا ہوا ہو، دوم متون وغیرہ کی
نصوص کے درمیان اختلاف کا تدافع ہے کہ بعض میں ہے
کہ محراب میں قیام مکروہ ہے اور اس کے سامنے کھڑا ہونا
اور سجدہ مجرب یہی کرنے کی صورت کو اس میں کوئی عرج
نہیں کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے جو اس بات پر دال ہے
کہ یہ مباح ہے اور فضیلت سے عاری ہے بلکہ اغلب
طور پر ان کا اطلاق کراہت پر ہوتا ہے، دوسرے متون
مثلاً مبسوط امام خواہر زادہ، معراج الدرایہ اور تاتارخانیہ
وغیرہ میں ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے
اور اس کا ترک کراہت و اسارت کا موجب ہے تیسرے
یہ کہ امام مقررہ کا محراب کو چھوڑنا خواہ مسجد صیغی ہو یا
شتوی اگرچہ وہ صف کے درمیان ہی کھڑا ہو مکروہ ہے
یا نہیں۔ چہارم یہ کہ امام کا محراب کے سامنے اس طرح
کھڑا ہونا کہ سجدہ محراب کے اندر ہو سنت اور سب
فضیلت ہے یا صرف مباح، پہلے دونوں سوالات
ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ امام شامی کی
پہلی عبارت کہ امام کا ترک محراب مکروہ نہیں ان نصوص
متون کے موافق ہے کہ امام کا مقابل محراب کھڑا ہونے
میں کوئی عرج نہیں کیونکہ ترک مباح میں کراہت
نہیں ہوتی، دوسری عبارت شامی کی مبسوط وغیرہ
کتب کے مناسب موافق ہے کہ جب امام کا محراب
میں کھڑا ہونا مسنون ہے تو اس کا ترک بہر طور مکروہ
ہوگا۔ تیسرا سوال بھی اسی تشابہ کی بنا پر پیدا ہوا کہ
ترک محراب کی کراہت و عدم کراہت ہے یا نہیں اگر

یا سلب کراہت کنند مراد نباشد مگر قیام
بازائے اوقیہ یا پس سوال از دو شق فضیلت و
اباحت محضہ راجح شود بخالف مافی المتون
والمبسوط پس گرہے کہ این حب باید کشود
ہمین ست کہ معنی قیام فی المحراب و
حکمش در حق امام از کراہت و اباحت و
استجاب حدیث و ہر چہ منقح شود در
کلمات کرام این چہ تنافی
ست۔

اے مستحسن جانتے ہیں تو چوتھا سوال اسی سے جنم لے گا
کیونکہ جب ائمہ مذہب کی تصریحات ہیں کہ محراب میں
کھڑا ہونا مکروہ ہے تو اب ہر صورت فضیلت یا
عدم کراہت کا حکم نہیں ہو سکتا مگر اس صورت میں
جب قیام محراب کے مقابل ہو پس ان دو شقوں کی
وجہ سے، فضیلت و اباحت محضہ کا سوال متون اور
مبسوط میں تخالف و تضاد کی طرف راجح ہو گیا یہاں
اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ امام کا محراب میں
کھڑے ہونے کا معنی و مفہوم کیا ہے، امام کے حق
میں اس کا کیا حکم ہے مکروہ، مباح یا مستحب ہے
جب ان بزرگوں کے کلمات سے یہ واضح ہو جائیگا
تو (پھر دیکھنا ہے کہ) منافات کیا ہے!

فقیر اللہ تعالیٰ اے منافع کرے، کہتا ہے کہ اسے
سنت قرار دینا اور "اس میں کوئی حرج نہیں" کہنا
اس پر منافات کا دور کرنا نہایت ہی آسان ہے
کیونکہ "لا باس بہ" کے کلمات دفع وہم کے لئے بھی
آجاتے ہیں اگرچہ وہ کام سنت بلکہ واجب بھی ہو۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: "صفا و مروہ
اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو بیت اللہ
کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کہ
ان دونوں کا طواف کرے" حضرت عروہ بن زبیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی خالہ ام المومنین محبوبہ
محبوبہ رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق (اللہ تعالیٰ ان کے

فقیر گوید یغفر اللہ لہ اما دفع
تدافع میان حکم سنیت و تعبیر بلا باس بہ بنظر
نظارہ خود آسان ست کلمہ لا باس کہ اس کا ہے برائے
دفع تو ہم باس آید گو آن کار خود سنت بلکہ واجب
باس قال اللہ تعالیٰ ان الصفا والمروہ
من شعائر اللہ فمن حج البيت
او اعتمر فلا جناح علیہ ان
یطوف بہما عروہ بن الزبیر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما خالہ اش ام المومنین محبوبہ
محبوبہ رب العالمین عائشہ صدیقہ
بنت الصدیق صلی اللہ تعالیٰ علیہا و آلہا و سلم

وایہا وعلیہا وسلم رازیں آیت پر سیدہ وگفت
 فواللہ ما علی احد جناح ان لا یطوف
 بالصفاء والمروۃ ام المؤمنین ضرہ وبنس
 ما قلت یا ابن ابی انی انی ہذا
 لو کانت کما اولتہا علیہ کانت
 لا جناح علیہ ان لا یطوف
 بہما و لکنہا انزلت فی الانصار
 کانوا قبل ان یسلموا یہلکون
 لمنۃ الطاغیۃ التی کانوا یعبدونہا
 عند المشعل فکانت من اهل
 یتخرج ان یطوف بالصفاء والمروۃ
 فلما اسلموا سئلوا رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم عن ذلک قالوا
 یا رسول اللہ انا کنا نخرج ان نطوف
 بین الصفاء والمروۃ فانزل اللہ
 تعالیٰ ان الصفاء والمروۃ
 من شعائر اللہ الایۃ وقد سن رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الطواف
 بینہما فلیس لاحد ان یتک
 الطواف بینہما نظر کردنی است ام المؤمنین
 چہاں نفی حرج را بردن توہم حرج فرو د آورد وہم عروہ
 را یک دم دلیل ساطع رو کرد کہ اگر چہاں بودے
 لا جناح علیہ ان لا یطوف بودے

مبارک خاوند ان کے والد گرامی ہندوان کی ذات پر رحمت و
 سلام نازل فرمائے، سے اس آیت مبارکہ کے بارے
 میں پوچھتے ہوئے کہا اللہ کی قسم صفا و مروہ کا طواف
 نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں تو ام المؤمنین نے فرمایا
 اے بھتیجے! تو نے بہتر قول نہیں کیا اگر اس کا معنی
 یہی ہوتا جو تو نے کیا ہے تو اس کے الفاظ یوں
 ہوتے "نہیں گناہ اس پر اگر وہ ان کا طواف نہ کرے"
 لیکن یہ تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام
 سے پہلے مقام مشعل میں "منۃ" کی عبادت کیا کرتے
 تھے تو ان میں سے جو شخص حج کے لئے آتا وہ صفا
 و مروہ کے طواف میں حرج محسوس کرتا جب انصار
 اسلام لائے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کرتے ہوئے
 عرض کیا کہ ہم صفا و مروہ کے طواف میں حرج محسوس
 کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ
 "صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں" (الایۃ) تو رسول
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کے درمیان
 طواف کو سنت قرار دیا، تو اب کوئی ان کے طواف
 کو ترک نہیں کر سکتا۔ دیکھا ام المؤمنین نے نفی حرج
 کو دفع تو ہم پر چسپاں کرتے ہوئے حضرت عروہ کے
 وہم کو واضح دلیل سے رد کر دیا اور کہا اگر معاملہ ایسے ہوتا
 تو الفاظ یہ ہوتے "نہیں گناہ اس پر کہ ان دونوں
 کا طواف نہ کرے" ان کا طواف کرے کے الفاظ

نه ان يطوف یعنی منافی وجوب نفی حرج از ترک است
نه از فعل کہ او خود لازم وجوب است زیرا کہ
واجب را در ترک حرج باشد و
ثبوت حرج در ان مستلزم انتفاء آن
از فعل است و اثبات لازم منافی ثبوت
ملزوم نباشد بلکہ متوکد و معتبر آن است این معنی
شریعت را با لطف و اختصار لفظ ادا فرمود
ولہذا چون عروہ ایں حکایت پیش ابو بکر بن عبد الرحمن
بن حارث بن ہشام برو ابو بکر گفت ان هذا
لعلم و آیت را سبب دیگر از اہل علم آورد کہ
ذکر اللہ تعالیٰ الطواف بالبيت و لم یذکر
الصفاء و المروة فی القراءات قالوا
یا رسول اللہ کنا نطوف بالصفاء و المروة
وان اللہ تعالیٰ انزل الطواف
بالبيت فلم یذکر الصفاء فهل علینا من
حرج ان نطوف بالصفاء و المروة
فانزل اللہ تعالیٰ ان الصفاء و
المروة من شعائر اللہ الایة
قال ابو بکر فاسمع هذه الایة نزلت
فی الفریقین المذواہ الشیخان ایں دیگر
یز از ہماں دادی ست کما لا یخفی
در رد المحتار باب ما یکرہ فی
الصلوة قبیل احکام المسجد

نہ ہوتے یعنی وجوب کے منافی ترک سے حرج کی نفی
ہے، فعل سے حرج کی نفی منافی نہیں، فعل تو خود
لازم واجب ہے کیونکہ ترک واجب میں حرج ہے اور
اس میں ثبوت حرج اس بات کو مستلزم ہے کہ اس
فعل کی نفی ہو اور کسی لازم کا اثبات ملزوم کے ثبوت کے
منافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے متوکد اور ثابت کرنے
والا ہوتا ہے، اس مبارک معنی کو انہوں نے کتنے
احسن اختصار کے ساتھ بیان فرمادیا، یہی وجہ ہے
کہ جب یہ بات حضرت عروہ نے ابو بکر بن عبد الرحمن
بن حارث بن ہشام کے سامنے رکھی تو انہوں نے کہا
علم یہی ہوتا ہے، اس آیت کے نزول کا سبب
اہل علم نے ایک اور بھی ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
قرآن میں بیت اللہ کے طواف کا ذکر کیا مگر صفاء و مروة
کے طواف کا ذکر نہ کیا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
ہم صفاء و مروة کا طواف کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ
نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفاء و مروة
کا ذکر نہیں کیا تو کیا ہمارا صفاء و مروة کا طواف کرنا
صحیح نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی،
”بلاشبہ صفاء و مروة اللہ کی نشانیاں ہیں“ ابو بکر نے
کہا اس آیت کو سنو جو دونوں فریقوں کے بارے
میں نازل ہوئی ہے الخ (بخاری و مسلم) یہ دوسرا
بھی اسی (دفع و جم) معاملہ سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ
واضح ہے۔ رد المحتار میں احکام مسجد سے متحوڑا سا

است، قد يقال ان لا لباس هنا
لدفن ما يتوهم ان عليه لباسا
في عدم الاجابة نیز در اوائل ادراك
الفريضة گوید ليس كلمة لا لباس
هنا لخلاف الاولی لان ذلك غير مطرد
فيها بل قد تاق بمعنى يجب
هم در باب العیدین فرمود كلمة لا لباس
قد تستعمل في المنسوب كما في البحر
من الجنائز والجهاد ومنه هذا
الموضع اینجا نیز از آن رو که قیام فی الطاق را
مکروه منسوخه بودند توهم می شود که شاید این چنان
قیام که سجدہ در طاق افتد نیز مکروه باشد
دفع این التباس را لا لباس آوردند۔ اما
نفی تنافی از دو کلام شامی فاقول
محقق سامی علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ در ہر دو باب
کلام امام امام الکلام و کلمات علمائے کرام از
مبسوط و درایہ و تانار خانہ آورده مقتضائش
و انمود کہ قضیہ ایس سخن کراہت ترک محراب است
مرام را مطلقاً اگرچہ میانہ صفت
استد این اطلاق را بنظر او
دو تخصیص بود، یکے استفاد از حکم

پہلے باب ما یکرہ فی الصلوۃ میں ہے یہ
کہا گیا ہے کہ اس مقام پر "لا لباس" کا ذکر اس
وجہ کے ازالے کے لئے، کہ یہاں حرج ہے، اور اک الفریضہ
کی ابتداء میں ہے لا لباس کا کلمہ یہاں خلاف اولے
کے لئے نہیں ہے کیونکہ اس کا یہ معنی غیر یقینی ہے
بلکہ وہ تو بعض اوقات وجوب کا معنی دیتا ہے اور
باب العیدین میں بھی فرمایا لا لباس کا کلمہ مندوب
کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ حجر کے باب
الجنائز اور باب الجہاد میں ہے اور مذکورہ مقام
اس کے باب الجہاد سے ہے یہاں بھی فقہاء نے
جو طاق میں قیام کو مکروه فرمایا تو اس سے وہم پیدا ہوا
شاید اس طرح کھڑا ہو کر سجدہ طاق میں کرنا بھی مکروه
ہے لہذا اس کو لا لباس کے ساتھ دفع کر دیا۔ رہا
معاملہ امام شامی کی دو عبارات میں منافات ہونے
کا فاقول (تو میں کہتا ہوں) محقق سامی علامہ
شامی نے دونوں مقامات پر امام کی گفتگو جو کلام کی
امام ہے اور دیگر فقہاء کرام کی مبسوط، درایہ اور
تانار خانہ کے حوالے سے جو عبارات نقل کی ہیں ان
کا مقتضی یہ ہے کہ امام کے لئے محراب کا ترک ہر حال
میں مکروه ہے خواہ صفت کے درمیان ہی میں کھڑا
ہو، اس کے اطلاق کے لئے ان کی نظر میں دو تخصیصیں

۴۸۴/۱

مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر

۵۲۶/۱

" " " "

۶۲۱/۱

" " " "

۱۔ رد المحتار باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا

۲۔ باب ادراک الفریضہ

۳۔ باب العیدین

منصوص و آن تخصیص امام غیر راتب است اے در مسجد محلہ زیر کہ فرق احکام راتب وغیر او ہاں نجات امام صاحب القوارع والجوامع العامة و امثالہا فلا راتب لہا وان کان قلا فضل لہ علی غیرہ بل اکل فیہا سواء ولذا کانت کل جماعة فیہا جماعة اولی و کانت الا فضل فی کل جماعة ان تقام باذان واقامة جدیدین کما نص علیہ فی الخانیۃ وغیرہا و بیناہ فی فتاویٰ منا علماء تصریح فرمودہ اند کہ بعد امام راتب یعنی بعد جماعت اولی در مسجد محلہ امام دیگر را باید کہ از محراب عدول نماید اقول و لعل ذلك ابانة لشرف الاولی و تنبیہا علی ان من تاخر اخر عن اشرف المقامات و ایضا قد تأدی حق المسجد فلا یکر فی صلوۃ مرتین لحديث لا یصلی بعد صلوۃ مثلہا رواہ ابن ابی شیبہ عن امیر المؤمنین الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قوله و ظاہر کلام الامام محمد انہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم قال المحقق علی الاطلاق فی الفتح

ہیں، ایک تو حکم منصوص سے مستفاد ہے اور وہ تخصیص غیر مقررہ امام جب محلہ کی مسجد میں ہو، کے اعتبار سے ہے، کیونکہ مقرر اور غیر مقرر کے درمیان فرق مسجد محلہ ہی کے اعتبار سے ہے۔ رہا معاملہ مساجد شوارع یا عام جامع مسجد کا تو وہاں امام مقرر نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو اسے دوسرے پر فضیلت نہیں بلکہ اس میں تمام برابر ہیں اسی لئے وہاں کی ہر جماعت، جماعت اولی ہوتی ہے اور ہر جماعت میں افضل یہی ہے کہ وہ نئی اذان و تکبیر کے ساتھ ہو اس پر خانیہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ مقرر امام یعنی جماعت اولی کے بعد مسجد محلہ میں دوسرے امام کو محراب سے عدول کرنا چاہئے اقول شاید اس میں پہلی کے شرف کا اظہار ہے اور اس پر تنبیہ ہے کہ ہر وہ شخص جو جماعت اولی سے مؤخر ہو جاتا ہے وہ اصلی مقامات سے بھی مؤخر ہوتا ہے، اور یہ بھی ہے کہ مسجد کا حق ادا ہو گیا تھا لہذا نمازیں دو دفعہ تکرار اس حدیث کی بنا پر مناسب نہیں کہ نماز کے بعد اس کی مثل نہ پڑھی جائے، ابن ابی شیبہ نے اسے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے طور پر نقل کیا ہے اور امام محمد کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے، محقق علی الاطلاق نے فتح میں

و محمد اعلم بذلك منّا اه وقد حملة
على الجماعة الثانية الامامان الجليلان
فخر الاسلام وفخر الدين قاضى خاں قال فى
المحرف الحاصل ان تكرار الصلوة ان
كان مع الجماعة فى المسجد على هيئته
الاولى فمكرورة الخ وفى رد المحتار عن
الغنية عن البزارية عن ابى يوسف
اذ لم تكن على الهيئة الاولى لا تكره
ولا تكره قال وهو الصحيح وبالعدل
عن المحراب تختلف الهيئة وفيه عين
التأخر خانية عن الولوالجية وبه ناخذ
اين تخصيص چون مبنى بر تخصيص بود هر دو بها اورا بيان
نمود، و در مكروبات خود سخن در آن لغز مود بلكه در
آخرش بلكه فاغتخم هذه الفائدة لـ بـ كـ شود
دوم آنكه از حكمت و علتش استنباط خواست
و تحقيقش على ما اقول چنانست كه معهود و متوارث
از زمان بركت ترومان حضور سيد الانس و الجان
على آله افضل الصلوة و السلام قيام امام در
محراب است فاما ظاهراى سنت مقصود ليعنهائى
بلكه لغيرها و اصل سنت توسط امام در صفت است
لحكم بالغة سيايتك بيان بعضها ان شاء الله تعالى
ولهذا جائيك قيام در محراب

فرمایا امام محمد تم سے زیادہ جانتے والے ہیں، دو
بزرگ امام فخر الاسلام اور فخر الدین قاضی خاں نے
اسے دوسری جماعت پر محمول کیا ہے۔ بجز میں سے حاصل
یہ ہے کہ اگر مکرار جماعت محلہ کی مسجد میں پہلی حالت پر ہے
تو مکروہ ہے الخ رد المحتار میں غنیہ و یاں بزازیہ سے
امام ابو یوسف کے حوالے سے ہے کہ جب پہلی حالت
کے مطابق نہ ہو تو کراہت نہیں ورنہ کراہت ہوگی، فرمایا
یہی صحیح ہے اور محراب سے عدول کر لینے سے حالت
بدل جاتی ہے اور اس میں تاتار خانہ و یاں ولوالجیہ
سے ہے کہ ہمارا عمل اسی پر ہے یہ تخصیص چونکہ دونوں
جگہ پر نصوص فقہاء پر مبنی تھی اس لئے اس کی تصریح
کر دی اور مکروبات میں اس پر خود کچھ نہ فرمایا بلکہ اس
کے آخر میں یہ جملہ کہہ دیا "اس فائدہ کو عقیمت جان لو"
دوسری (تخصیص) اس کی حکمت اور علت سے
مستنبط ہوتی ہے اس کی تفصیل میرے نزدیک یہ ہے
کہ حضور سید الانس و الجان صلی اللہ علیہ و علی آله افضل
الصلوة و السلام کی ظاہری حیات سے امام کا محراب
میں کھڑا ہونا آریا ہے لیکن ظاہر یہی ہے کہ یہ سنت
بذاتہ مقصود نہیں بلکہ غیر کی وجہ سے مقصود ہے بلکہ اصل
سنت امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا ہے ان
عظیم حکمتوں کی وجہ سے جن میں سے بعض کا تذکرہ
آریا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ، لہذا وہ جگہ جہاں محراب

۵۱۶/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	باب الوتر والنوافل	رد المحتار بحوالہ فتح القدير
۶۲/۲	ایک ایم سعید کمپنی کراچی	" "	بحر الرائق
۲۹۱/۱	مصطفیٰ البابی مصر	مطلب فی کراہتہ تکرار الجماعة فی المسجد	رد المحتار

با توسط صفت بر طرف افتد یعنی جمع میان ہر دو
 نتوان کرد و آنجا توسط صفت اختیار کنند و قیام محراب
 را ترک دہند مثلاً مسجد صیفی در جنب شتوی باشد
 و مردمان بکثرت گرد آمدند کہ ہر دو مسجد بصفوف صلوٰۃ
 یکجہ شد آن گاہ را امام را حکم است کہ محراب گزاشتہ
 بکنار دیوار ایستد تا میانہ صفہا باشد فی
 رد المحتار عن معراج الدراية عن
 مبسوط الامام بکرم خواہر زائدہ السنۃ
 ان يقوم فی المحراب ليعتدل
 الطرفان ولو قام فی احد جانبي
 الصف یکرہ ولو کان المسجد
 الصیفی بجنب الشتوی و امتلا المسجد
 يقوم الامام فی جانب الحائط
 لیستوی القوم من جانبی و
 الاصح ما روی عن ابی حنیفۃ الی قولہ
 قال علیہ الصلوٰۃ والسلام توسطوا الامام
 پس ای، استدلال بحدیث و آن فرع نفیس خاصہ
 بعد از اہل مقال کہ السنۃ ان يقوم فی
 المحراب و تعلیلش بآن کہ ليعتدل الطرفان و
 تعقیبش بقول او ولو قام فی احد جانبي الصف
 یکرہ این ہمہ با دلیل روشن است بر آنکہ اصل مقصود
 توسط امام است نہ نفس قیام فی المحراب

میں کھڑا ہونا اور وسط صفت دونوں جمع نہ ہو سکتے ہوں
 تو وہاں امام وسط صفت کو اختیار کرے اور محراب
 میں قیام کو ترک کرے مثلاً مسجد صیفی شتوی کے
 پہلو میں ہو اور لوگ کثیر ہوں اور دونوں مساجد کی
 دو صفیں ایک ہو جائیں تو امام کے لئے حکم ہے کہ وہ
 محراب کو چھوڑ کر دیوار کے پاس کھڑا ہو تاکہ صفوں کے
 درمیان ہو جائے، رد المحتار میں معراج الدراية وہاں
 مبسوط امام بکرم خواہر زائدہ سے ہے کہ امام کے لئے
 محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے تاکہ دونوں اطراف
 میں برابری ہو جائے، اگر صفت کی ایک جانب کھڑا
 ہوا تو یہ مکروہ ہے اور اگر مسجد صیفی، شتوی کے
 پہلو میں ہو، مسجد بھر جائے تو امام دیوار کی جانب
 کھڑا ہو تاکہ لوگ دونوں طرف برابر ہو جائیں اور اصرار
 طور پر امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے فرمایا امام کو درمیان میں کھڑا کرو، پس
 اس حدیث سے استدلال اور اس پر اس فرع کا
 ذکر کہ محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے، اس کی علت
 یہ تاکہ دونوں اطراف برابر ہو جائیں اور اس کے
 بعد یہ قول ذکر کرنا کہ اگر امام کسی صفت کی ایک جانب
 کھڑا ہوا تو یہ مکروہ ہو گا۔ یہ تمام کے تمام اس بات
 پر روشن دلیل ہیں کہ اصل مقصود امام کا درمیان
 میں کھڑا ہونا ہے محراب میں کھڑا ہونا مقصود نہیں

آرے غالب آنت کہ محراب بمقام تعادل طرفین
 ست چوں صف کامل باشد خود ظاہرست و آن گاہ
 ترک محراب ترک سنت مقصودہ بالفعل نقد وقت ست
 ورنہ در عامہ مساجد استکمال صف بہ پس
 آیند گاہ مجرب و متوقع می باشد و زیادتش بہنجیکہ
 توسط موجود از ہم باشد پس ترک محراب تعرض
 بترک سنت و مخالف عمل امت بود
 و احکام فقہیہ بر امور غالبہ السحاب یا بہ ازین
 امر حکم بنیت قیام فی المحراب کردہ اند اما اگر
 مسجد در جائے خالی بعید از ممر و مورد باشد
 کہ ہمیں چند کساں در و حاضر اند و آن بقدر زیادت
 اصلاً متوقع نیست آن جا اگر امام راتب در گوشہ
 از مسجد میانہ صف موجود ایستد ظاہر مخالف سنت
 نباشد زیرا کہ سنت قولیہ وسطوا الامام
 خود ادا شد و سنت فعلیہ مبتنی بر ہمیں
 حکمت بود و ایں جا از عدم توقع زیادت
 مذکور خود را بمعرض مخالفت افکنند لازم
 نیست و فعل متوارث از زمان اقدس
 در مسجد ست از اشہر و اعلم مساجد
 بود، ہنچ مسجدے خالی را بر آن قیاس نتوان
 کرد و کراہت حکم شرعی ست بے دلیل
 شرعی رنگ ثبوت نیابد پس
 ظاہراً ایں صورت نا درست باشد
 ایں ست مطہر نظر علامہ شامی و
 ایں جملہ مطالب را با وجہ کلام

ہاں اغلب یہی ہے کہ محراب ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں
 دونوں جانبوں میں برابری ہوتی ہے۔ جب صف مکمل
 ہو تو خود ظاہر ہے کہ اس وقت محراب کو چھوڑنا موقع پر
 سنت مقصودہ کو ترک کرنا یعنی وسط کا ترک لازم آئیگا
 ورنہ عام مساجد میں بعد میں آنے والے حضرات سے
 صف کا مکمل ہونا متوقع ہوتا ہے اور صف زیاد بھی ہو سکتے ہیں
 لیکن توسط موجود ہونے پر کوئی حرج نہیں پس اس صورت
 میں محراب کو ترک کرنا سنت کا ترک اور امت کی مخالفت ہوگی
 اور احکام فقہیہ اکثر طور پر امور غالبہ پر جاری کئے جاتے
 ہیں اسی وجہ سے امام کے محراب میں کھڑے ہونے
 کو سنت قرار دیا گیا ہے، اب اگر بے آباد مسجد
 ایسی جگہ ہے جو گزرگاہ اور جائے ورود سے دور
 ہے اس میں چند لوگ اکٹھے ہیں اب اس سے
 زیادہ اثر ادگی توقع بھی نہیں تو امام اس مسجد کے
 کسی کونے میں موجود صف کے درمیان کھڑا ہو سکتا
 ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ سنت کے خلاف نہیں
 کیونکہ سنت قولیہ "امام کو درمیان میں کھڑا کرو"
 پر عمل ہو رہا ہے اور سنت فعلیہ بھی اسی حکمت پر
 مبنی ہے اور اس جگہ زیادہ کی عدم توقع سے مخالفت
 میں ڈالنا لازم نہیں آتا، اور آپ کی ظاہری حیات
 سے جو معمول چلا آ رہا ہے وہ مشہور اور آباد مسجد
 میں ہے اس طرح کی گناہ مسجد کو اس پر قیاس
 نہیں کیا جاسکتا، کراہت حکم شرعی ہے جو کسی شرعی
 دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتی تو ایسی صورت کا
 ظہور نا درست ہے، علامہ رشامی کا مطہر نظر یہی ہے
 اور ان تمام مطالب کو انہوں نے نہایت ہی اختصار

دریں دو لفظ ادا شدہ و الفاظ ہر ان ہذا
فی الامام الراتب لجماعة كثيرة

فمعنى قوله الامام

الراتب ای امام الجماعة الاولى دون
الثانية وهو في مسجد المحلة ظاهر و
في غيره كل امام لان جميع جماعاته
اولى فالكل في حكم الراتب في مسجد
المحلة ومعنى قوله لجماعة كثيرة
ای واقعة او متوقعة وكذا قوله لثلاث
يلزم اى حالاً او مالا ظناً واحتمالاً
هذا ما يعطيه الفقه في تفسير
كلامه وتبيين مراده والله تعالى
اعلم باحكامه لكن ازانجا که بر خلاف
تخصیص اول اخیب نص که مفید او باشد
بدست نبود باستظهار خودش بودن او تصریح
نمود و در آخر امر بتأمل فرمود زیرا کہ می تواند
که شارع علیه الصلوة والسلام را در نفس
قیام امام راتب فی المحراب حکمتی باشد پس
جزم حکم نتوان نمود کما هو داب العلماء فی
ابحاثهم این را تنافی نتوان گفت
که جائے بر منصوص و مفادیر نصوص اقتضای
ورزیده و جائے بر رائے خود استظهار
خصوصی و اگر نموده لفظی این ترک و

کے ساتھ ان دو الفاظ میں بیان کر دیا ہے اور ظاہر
یہی ہے کہ یہ مقرر امام اور جماعت کثیرہ کے لئے ہے
امام راتب سے مراد پہلی جماعت کا امام ہے دوسری
کا نہیں اور یہ بات مسجد محلہ میں ظاہر ہے، اس
کے علاوہ مسجد میں ہر امام مراد ہے کیونکہ وہاں کی
تمام جماعتیں اولیٰ میں لہذا وہاں کا ہر امام مسجد محلہ
کے امام مقرر سے حکم میں ہوگا، جماعت کثیرہ سے
مراد نفس الامر میں لوگ کثیر موجود ہوں یا ان کی
توقع ہو اس طرح اس کا قول "تاکہ لازم نہ آئے"
حالاً یا مآلاً، ظناً اور احتمالاً مراد ہے جو شامی کے
کلام کی تفسیر و مقصد کی تفصیل کے بارے میں عطا
ہوا، اللہ تعالیٰ اپنے احکام کا سب سے زیادہ
عالم ہے لیکن اس وجہ سے کہ تخصیص اول کے خلاف
اس جگہ کوئی ایسی نص جو انھیں مفید ہوتی ان کے
ہاتھ میں نہ تھی تاکہ اپنے اظہار کی صورت میں اس
کی تصریح کرتے اور آخر میں "غور کرو" فرمایا کیونکہ
ہو سکتا ہے کہ شارع علیہ الصلوة والسلام
کے ہاں محراب میں امام راتب کے نفس قیام میں
کوئی حکمت ہو۔ لہذا اس پر جزم حکم جاری نہیں
کیا، علماء کا ایسے مقامات میں بحث کا یہی طریقہ
رہا ہے۔ تو اسے منافات نہیں کہہ سکتے ایک جگہ
پر حکم منصوص اور نصوص سے مستفاد پر منحصر ہے اور
دوسری جگہ خود اپنی رائے کا اظہار ہے اس ترک و

اظهار و اقتصار و استظهار در کلام شراح و محشین
و خود علامہ شامی بوفور یافتہ می شود و فافہم اذا
لم یجز مواہبا استظہر و المہیات لہم
المشی علیہ و انما یمشون علی المنصوص
و ینقطعون الیہ و یقفون لدیہ -

اما تحقیق کلام و تفسیر و احکام محراب و قیام
فاقول و باللہ التوفیق و بہ الاعتصام
حضرت عذرہ منزہ از صورت جلالت الائم و
توالست لعمادہ دریں عالم ہر شے را
صورتے دادہ است و ہر صورت را حقیقت
نہادہ شرع مطہر در غالب احکام
مطلع نظر حقیقت شے را داشت و
صورت را نیز مہمل نگذاشت اے بسا
احکام کہ تنہا بر صورت می رود و گاہے مجموع
حقیقت و صورت ہیأت اجتماعیہ ملخص
می شود و کل ذلک جلی عند فضیلکم
لایخفی علی مثکم پس چنانکہ مسجد را
حقیقت است و آل بقعہ مخصوصہ موقوف
للفلوة مفرزة فی جمیع الجهات عن حقوق
العبادست کہ بیچ بنائے عمارت را در سخ
ماہیتش مدخل نیست فی الخانیة و
فی الہندیة عن الذخيرة عن
الواقعات للامام الصدر الشہید
سجلہ ساحة لا بناء

اظهار و اقتصار و استظهار کے متعدد نظائر شارحین
محشین اور خود علامہ شامی کے ہاں کثرت کے ساتھ
موجود ہیں کیونکہ جب تک فقہاء کو اپنی رائے پر جزم
نہ ہو وہ اس پر عمل نہیں کر سکتے وہ احکام منصوصہ
پر چلتے ہیں انھیں کی طرف انقطاع اور رجوع کرتے
ہیں اور انھیں پر گامزن ہو جاتے ہیں۔

اب رہ گیا معاملہ محراب و قیام کے احکام و
تفسیر کا تو اللہ کی توفیق اور اس کے سہارے سے
میں کہتا ہوں اس ذات اقدس نے جو صورت سے
منزہ ہے اس کی قدرتیں اور نعمتیں مسلسل ہیں اس
کائنات میں ہر شے کو اس نے صورت بخشی ہے
اور ہر صورت کو ایک حقیقت دے رکھی ہے شریعت
مظہرہ کے احکام میں مطلع نظر اغلب طور پر شے کی حقیقت
ہے لیکر صورت شے کو بھی بے فائدہ نہیں چھوڑا
بہت دفعہ احکام صورت پر جاری ہوتے ہیں اور
بعض اوقات حقیقت و صورت دونوں کے مجموعہ
پر بحیثیت اجتماعی احکام لاگو ہوتے ہیں، فاضل
لوگوں کے ہاں یہ نہایت ہی واضح اور آپ جیسے
لوگوں سے مخفی نہیں جیسا کہ مسجد کی حقیقت ہے
جس سے مراد وہ بقعہ ہے جو نماز کے لئے مخصوص
وقف شدہ ہو اور ہر لحاظ سے بندوں کے حقوق
سے علیحدہ کیا گیا ہو اس کی حقیقت میں عمارت
کا کوئی دخل نہیں، خانہ اور ہندیہ میں ذخیرہ سے
و ہاں امام صدر الشہید کی واقعات کے حوالے
سے ہے کہ ایک آدمی کی کھلی جگہ تھی جس میں کوئی

فیہا امر قوم ان یصلوا فیہا ابدا و
امرہم بالصلوۃ مطلقا ونوی الابد
صارت الساحة مسجد الومات
لا یورث عنہ اھ مختصوا در آئہ کریمہ
انما یعمر مسجد اللہ من امن باللہ
وکریمہ ولا تباشروہن وانتم عاکفون
فی المسجد و حدیث خیر البقاع المساجد
وشر البقاع الا سواقکے رواہ
الطبرانی وابن جات والحاکم
بسند صحیح عن ابن عمر
ومعنا لمسلم عن ابی ہریرۃ
والاحمد والحاکم عن جیر بن
مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حدیث
لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد
رواہ الدارقطنی عن جابر وابی ہریرۃ و فی
الباب عن امیر المؤمنین علی وعن ام

تعمیر نہ تھی اس نے لوگوں سے کہا یہاں تم ہمیشہ نماز
پڑھا کرو یا صرف مطلق نماز کا حکم کیا اور ہمیشگی کی نیت کی
تو یہ جگہ مسجد قرار پائے گی اب وہ شخص اگر فوت ہو جاتا
ہے تو اس کے ورثا اس زمین کے مالک نہ ہوں گے اھ
آیت مبارکہ "اللہ کی مسجد وہی تعمیر کرتے ہیں جو اللہ
پر ایمان لاتے ہیں۔" آیت کریمہ "جب تم مساجد میں
معتکف ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو"
اور یہ حدیث کہ سب سے اعلیٰ جگہ مساجد ہیں اور
بدتر جگہ بازار ہیں۔ اسے طبرانی، ابن حبان اور حاکم
نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے اور مسلم نے اسی معنی کی روایت حضرت
ابو ہریرہ سے امام احمد اور حاکم نے حضرت جبر بن مطعم
سے اور انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے بیان کیا ہے۔ یہ اور حدیث کہ "مسجد کے پڑوسی
کی نماز مسجد کے علاوہ نہیں۔" اسے دارقطنی نے
حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے روایت کیا ہے، اس سلسلہ میں امیر المؤمنین

۱۰ فتاویٰ ہندیہ باب المسجد وما يتعلق بہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۴۵۵

۱۱ القرآن ۱۸/۹

۱۲ القرآن ۱۸۴/۲

۱۳ مجمع الزوائد بحوالہ طبرانی عن ابن عمر باب فضل المسجد مطبوعہ دار الکتاب بیروت ۶/۲

۱۴ الجامع الصغیر حدیث ۳۰۰۲ دار المعرفۃ بیروت ۳/۴۰۰

۱۵ کنز العمال فضائل المسجد مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵۲/۴۴۸

۱۶ سنن الدارقطنی کتاب الصلوۃ نشر السنۃ ملتان ۱/۲۲۰

حضرت علی اور ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ یہ تمام اور دیگر احادیث اور احکام فقہیہ کا تعلق بنظر اصلی یا کلی مسجد کی حقیقت کے ساتھ ہے البتہ مسجد کی ایک صورت ہوتی ہے جو بنائے مخصوص بروجہ مخصوص سے عبارت ہے، درج ذیل آیات اور احادیث میں یہی صورت مراد ہے "اگر اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعے دفع نہ کرتا تو یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہیں اور مساجد گرا دی جاتیں جن میں اللہ کا ذکر کثیر کیا جاتا ہے" وہ لوگ جنہوں نے مسجد ضرار کو بنایا اور حدیث "مسجد منڈی بناؤ ان میں کنگرے نہ رکھو" اسے یہی سنی ہے حضرت انس اور ابن شیبہ نے ان سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا حدیث "مجھے مساجد مزین کرنے کا حکم نہیں دیا گیا" اسے ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ مسجد کو سونے کے پانی کے ساتھ نقش و نگار کرنا کا تعلق صورت مسجد کے ساتھ

المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کلہم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واكثر احادیث و احکام فقہیہ متعلقہ بمساجد نظر اصلی یا کلی ہمیں حقیقت است اور صورت سے کہ عبارت از بنائے مخصوص بروجہ مخصوص در آیہ کریمہ ولو لا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد ی ذکر فیہا اسم اللہ کثیرا و کریمہ و الذین اتخذوا مسجدا ضرابا و حدیث ابنو المساجد و اتخذوها حتما و اذ الیہم عن انس و ابن ابی شیبہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حدیث ما امرت بتشید المساجد و اذ ابو داؤد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند صحیح عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسئلہ نقش و نگار مسجد باب زر و غیرہ مراد ہمیں صورت

سۃ القرآن ۲۲/۳۰

سۃ القرآن ۹/۱۰۴

سنن الکبریٰ للبیہقی باب کیفیت بناء المسجد
سنن ابو داؤد باب فی بناء المسجد

مطبوعہ دار صادر و بیروت
آفتاب عالم پریس لاہور
۲۳۹/۲
۶۵/۱

ہی ہے۔ اسی طرح محراب کی ایک صورت ہے کہ وہ طاق جو قبلہ کی دیوار میں ہوتا ہے اور اس کی حقیقت جس پر یہ صورت علامت ہے وہ جگہ ہے جو قیام امام کے لئے دو لحاظ سے ہو، اس میں ایک لحاظ یہ ہو کہ عرض مسجد میں (کہ گزرنے والے خط پر خط عمود ہو جو نمازی سے قبلہ کی طرف گزرنے والے خط پر جیسا کہ ہمارے علاقے میں جنوباً شمالاً) وسط میں واقع ہے اس حدیث کی وجہ سے کہ "امام کو درمیان میں کھڑا کرو اور صفوں کے رخنے بند کرو" اسے ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، اور اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کے قرب و بعد میں برابری ہو تاکہ قرات سننے، امام کے اوپر نیچے انتقال پر السلاط اور وائیں بائیں لوگوں پر فیضان میں آسانی ہو جائے دوسرا لحاظ یہ کہ جہت قبلہ میں ہو تاکہ حد شرعی و عادی تمام تر قبلہ سے اقرب ہو اس حدیث کی بنا پر کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مصطفیٰ اور دیوار کے درمیان بکری کے گزرنے کی جگہ ہوتی، اسے امام احمد، بخاری و مسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، اور یہ حدیث کہ ہمیشہ لوگ پیچھے ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ

ست ہجرات محراب صورتے دارد و آن طاق معین در جدار قبلہ است و تحقیقش کہ اس صورت بر آن علم باشد موضع ست اسجد برائے قیام امام ملحوظ بدو لحاظ یکے آنکہ در عرض مسجد (کہ خط عمود ست بر خط مار از مصلیٰ بقبلہ چنانکہ در دیار ما جنوباً شمالاً) واقع در وسط بود الحدیث و سطوا الامام و سدا والخلل رواہ ابو داؤد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حکمت در آن تعدیل و اعتدال در قرب و بعد رجال و سماع قرات و السلاط انتقال و سریان فیوض بہ بین شمال از امام ست دوم آنکہ در جہت قبلہ تا حد تیسر شرعی و عادی ہر چہ تمام تر اقرب بقبلہ باشد الحدیث کان بین مصلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بین الجدار مصر الشاة، رواہ الانبیا احمد والشیخان عن سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حدیث لا یزال قوم یتأخرون حتی

یؤخرهم اللہ عز وجل رواہ مسلم
 و ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ
 عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن
 النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 وصیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یصلین
 احدکم و بینہ و بین القبلة فجوة رواہ
 عبد الرزاق فی مصنفہ پس عکت در فی
 توسیع برائے مقتدیاں و پس آئینہ گان و
 عدم تضییق بر ذاکراں و گزند گان و عدم تعطیل
 پارہ از قبلہ مسجد باہمال آں و تفاؤل حسن
 بقرب رحمت و نزدیکی رحمان ست جل و علی
 فان احدکم اذا قام فی صلوٰتہ فانہ
 یناجی ربہ وان من بہ بینہ
 و بین القبلة کما رواہ الشیخان
 و غیرہما عن النبی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم پیدا است و تعیین این
 موضع را بطاق معروف بلکہ بہ ہیچ بنا ہرگز نیاز نیست
 تا آنکہ اگر مسجد ساحتی سادہ باشد ایں موضع
 بتعین و تحدید او خود متعین می شود در زبان عرب نیز معنی
 محراب با صورت طاق جفت نیست عربان مہرکان رفیع و حدہ

اللہ تعالیٰ انھیں مؤخر فرمادے گا۔ اسے مسلم،
 ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ حضرت ابن مسعود
 کی یہ حدیث کہ تم میں ہرگز کوئی نماز اس طرح ادا
 نہ کرے کہ اس کے اور قبلہ کے درمیان بیکار خالی
 جگہ رہے۔ اسے عبد الرزاق نے مصنف میں ذکر
 کیا ہے اس میں مقتدیوں اور بعد میں آنے والوں
 کے لئے وسعت، ذاکرین اور گزند کرنے والوں کے لئے
 عدم تنگی، مسجد کے قبلہ کی جانب کسی گوشے کا مہمل
 نہ ہونا، اللہ تعالیٰ کے قرب رحمت کے لئے نیک
 فال ہے کیونکہ جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو
 وہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے اس غازی
 اور قبلہ کے درمیان اس کا رب ہوتا ہے جیسا کہ
 بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ذکر کیا،
 محراب کو طاق معروف یا کسی اور تعمیر کی حاجت نہیں
 بلکہ اگر مسجد سادہ میدان ہو تو بھی مسجد کی حدود
 خود بخود متعین ہو جاتی ہیں اور عربی زبان میں محراب
 کا اطلاق صرف طاق پر ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر بلند جگہ،
 صدر مجلس اور گھر کی اعلیٰ جگہ کو محراب کہا جاتا ہے

۱۔ صحیح مسلم تسوۃ الصفوف و اقامتہا
 ۲۔ المصنف لعبد الرزاق باب کم یكون بین الرجل وین سترہ مطبوعہ ادارة القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی ۱۶/۲
 ۳۔ صحیح البخاری حک البزاق بالید من المسجد مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۵۸/۱

مجلس واشرف مواضع بیت را محراب نامند لانه
مما یتنافس فیہ و یتنازع علیہ فربما
ادی الی حرب و قتال و فی الحدیث
اتقوا هذه المذابح یعنی المحاریب
سواء الطیرانی فی الکبیر والبیہقی فی
السنت عن عبد اللہ بن عمر و بن
العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال المناوی
فی التیسر ای تجنبوا تحریک صدر
المجالس یعنی التنافس فیہا و محراب مسجد
حسب تصریح ائمہ لغت و تفسیر ازہم معنی ماخوذ
لانه صدر المقام و مقدمہ و اشرف
موضع فیہ لکونه مقام الامام اوسط قطعة
تلی القبلة لا جرم محراب را بطلاق مقام فی المسجد
تفسیر کردہ اند در مجمع بحار الانوار است دخل
محرابا لہم هو الموضع العالی المشرف و صدر
المجلس ایضا ومنہ محراب المسجد و هو
صدرہ و اشرف موضع فیہ ومنہ تخرج النس
کان یکرہ المحاریب ای لم یکن یحب ان یجلس
فی صدر المجالس و یترفع علی الناس
در قاموس فرمود المحراب الغرفة و صدر البيت اکرم

کیونکہ اس میں ایک دوسرے پر رشک کرتے اور
اس حصول میں جھگڑتے ہیں بسا اوقات جنگ قتال
تک نوبت جا پہنچتی ہے اور حدیث میں ہے ان
مذابح یعنی محرابوں سے بچو، اسے طبرانی نے کبیر اور
بیہقی نے سنن میں حضرت عبد اللہ بن عمر و بن العاص
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا، شیخ مناوی نے
تیسر میں فرمایا یعنی صدر و مجالس کی تلاش سے
بچو یعنی اس میں تنافس سے بچو۔ ائمہ لغت و تفسیر
کی تفسیر کے مطابق مسجد کا محراب بھی اسی معنی سے
ماخوذ ہے کیونکہ یہ صدر مقام اور اعلیٰ جگہ ہوتی ہے
اس لئے کہ امام کی جگہ قبلہ سے متصل سب سے
وسط میں ہے اسی لئے محراب کی تفسیر مسجد میں مطلق
مقام سے کی ہے، مجمع بحار الانوار میں ہے وہ ان
کے محراب میں داخل ہوا اور وہ محراب بلند و
عالی جگہ ہے، صدر مجلس کو بھی کہا جاتا ہے اسی سے
محراب مسجد ہے اور یہ صدر اور اعلیٰ جگہ ہے، اسی
پر حدیث دال ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنه محاریب کو پسند نہ کرتے یعنی لوگوں پر بلند اور
صدر مجلس کے طور پر بیٹھنا پسند نہ کرتے۔ قاموس
میں ہے محراب الماری، صدر گھر، گھر کا اعلیٰ مقام

- ۱۔ السنن الکبریٰ للبیہقی باب فی کیفیت بناء المساجد مطبوعہ دار صادر بیروت ۴۳۹/۲
۲۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۱۵۲ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۴/۱
۳۔ مجمع بحار الانوار باب المحاریر مع الراہ غشی نوکشتور نکھنؤ ۲۴۹/۱

مسجد میں امام کی جگہ، اور اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بادشاہ تنہا بیٹھتا ہوتا کہ لوگ دُور رہیں، مختار رازی منتخب صحاح میں ہے کہ محراب صدر مجلس کو کہا جاتا ہے، اور اسی سے محراب مسجد ہے۔ صرح میں ہے محاریب مجالس کی اگلی جگہ، اسی سے محراب مسجد ہے۔ مصباح المنیر میں ہے محراب مجلس کے لئے ادنیٰ جگہ کو کہا جاتا ہے وہ اعلیٰ جگہ ہے کہ وہاں بادشاہ، سادات اور بڑے لوگ بیٹھتے ہیں، اسی سے عید گاہ کا محراب ہے۔ تاج العروس میں ہے لفظ محراب کو ہر وی نے غریب میں اُصمعی سے نقل کیا اور زجاج نے کہا کہ گھر کا سب سے بلند مقام محراب کہلاتا ہے اُد مسجدیں بلت جگہ۔ ابو عبیدہ نے کہا محراب بزرگ جگہ ہے۔ ابن الانباری کہتے ہیں کہ محراب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں امام اکیلا کھڑا ہوتا ہے اور لوگوں سے دُور ہوتا ہے۔ لسان العرب میں ہے کہ محاریب سے مراد جائے صدور ہے اسی سے محراب مسجد ہے، اسی سے یمن میں غمدان کے محراب اور محراب قبلہ،

مواضعه ومقامه الامام من المسجد والموضع ينصرف به الملك فيتباعد عن الناس ورمختار رازی منتخب صحاح ست المحراب صدر المجلس ومنه محراب المسجد وصرح ست محاریب پیشگاہ ہائے مجالس ومنه محراب المسجد ورمصباح المنیر ست المحراب صدر المجلس ويقال هو اشرف المجالس وهو حيث يجلس الملوك والسادات والعظماء ومنه محراب المصلى ورتاج العروس ست المحراب الغرفة وموضع العالی نقله الهروي في غريبه عن الاصمعي وقال الزجاج المحراب ارفع بيت في الدار وادفع مكان في المسجد وقال ابو عبیده المحراب اشرف الاماكن قال ابن الانباری سمى محراب المسجد لانفراد الامام فيه وبعده من القوم وفي لسان العرب المحاریب صدر والمجالس ومنه محراب المسجد ومنه محاریب غمدات باليمن والمحراب القبلة ومحراب

۵۵/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر	لہ القاموس باب الباء فصل الحاء
۸۸/۱	دار العلم للکلايين بیروت	لہ الصحاح " "
۲۴ ص	مجیدی کانیپور	لہ الصراح " "
۱۲۸/۱	منشورات دار الهجرة قم ایران	لہ مصباح المنیر تحت لفظ الحرب
۲۰۴/۱	احیاء التراث بیروت	لہ تاج العروس فصل الحاء من باب الیاء

المسجد ایضا صدوزہ واشرف موضع
 فیہ والمحراب اکرم مجالس الملوك عن
 ابی حنیفۃ وقال ابو عبیدۃ المحراب سید
 المجالس ومقدّمها واشرفها قال وكذلك
 هو من المساجد اذ ملخصاً در معالم التنزیل
 فرمود المحراب اشرف المجالس ومقدّمها و
 كذلك هو من المساجد وراؤار التنزیل ست
 (المحراب) ای الغرفة او المسجد او اشرف
 مواضعه ومقدّمها سمی به لانه
 محل محاربة الشیطان کانها
 (ای سیدتنا مریم) وضعت فی اشرف
 موضع من بیت المقدس وشرح او
 عناية القاضی ست ذکر للمحراب معانی
 المشهور منها الاخير ولذا اقتصر
 علیه اخيراً فی قوله کانها الخ ورجلین ست
 (المحراب) الغرفة وهی اشرف
 المجالس ورتقبه کبیر ست
 المحراب الموضع العالی الشریف
 وقیل المحراب اشرف المجالس

مسجد کا محراب بھی اس کی اعلیٰ واشرف جگہ
 ہوتی ہے یہ امام ابو حنیفہ سے ہے۔ ابو عبیدہ
 کہتے ہیں کہ محراب مجالس کی اعلیٰ واشرف جگہ ہوتی
 ہے اور اسی طرح مساجد کے محراب ہیں اخصیصاً۔
 معالم التنزیل میں ہے محراب سے مراد مجالس
 کی اعلیٰ اور مقدم جگہ ہے اور مسجد میں بھی محراب کا
 معاملہ ایسا ہی ہے۔ انوار التنزیل میں ہے
 (محراب) یعنی کمرہ یا مسجد یا کمرہ و مسجد کی اعلیٰ و
 اشرف جگہ مراد ہے یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے
 کہ یہ شیطان سے محاربہ کی جگہ ہوتی ہے گویا
 (سیدہ مریم علیہا السلام) بیت المقدس
 کی اعلیٰ جگہ پر پیدا ہوئیں، اس کی شرح
 عناية القاضی میں ہے کہ محراب کے متعدد معانی
 ہیں ان میں سے مشہور آخری ہے اسی نے
 ماتن نے اس آخری معنی پر کانہا وضعت الخ
 کے الفاظ سے اقتصار کیا۔ جلالت میں ہے
 (محراب) کمرہ، یہ مجالس کی اعلیٰ جگہ ہوتی ہے
 تفسیر کبیر میں ہے محراب سے مراد بلند و اعلیٰ
 جگہ ہے، بعض کے نزدیک مجالس کے لئے

۳۰۵/۱	مطبوعہ دار صادر بیروت	فصل الحاء المهملة	لسان العرب
۳۲۲/۱	مطبوعہ مصطفیٰ البابی بیروت	سورہ آل عمران	معالم التنزیل علی ہامش التاج
۸/۲	مطبوعہ مجتبائی دہلی	”	انوار التنزیل (بیضاوی)
۳۳/۳	دار صادر بیروت	”	حاشیۃ الشہاب المعروف عناية القاضی
۴۸/۱	مطبوعہ مجتبائی دہلی	”	تفسیر جلالت

اعلیٰ وارفی جگہ ہے۔ کشف میں ہے محراب کا معنی کمرہ، بعض کے نزدیک مجالس کے لئے اعلیٰ و اشرف جگہ مراد ہوتی ہے۔ محراب کے بارے میں تمام ائمہ فن کی عبارات جن سے واضح ہو رہا ہے کہ اس سے مراد جگہ ہے طاق وغیرہ کی صورت کا نام نہیں بلکہ اٹھاسی ہجری سے پہلے مساجد قدیمہ میں اس کا وجود نہ ہوتا تھا سب سے افضل مسجد مسجد حرام اس سے اب تک خالی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات، خلفاء راشدین، امیر معاویہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں مسجد نبوی میں صورت محراب نہیں تھی بلکہ ولید بن عبدالملک مروانی نے اپنے دور امارت میں محراب بنایا اور یہ تسلیم ہے کہ زیارت کے علاوہ امام کی جگہ پر علامت کے طور پر محراب کا ہونا بہتر ہے خصوصاً بڑی مساجد میں تاکہ ہر دفعہ غور و فکر نہ کرنا پڑے اور رات کو بغیر روشنی کے امام کو پایا جاسکے اور امام کے محراب میں سجدہ کی وجہ سے مقتدیوں کو وسعت بھی مل جاتی ہے تو جب محراب میں یہ مصالح تھے تو اس کا رواج ہو گیا اور تمام بلاد اسلامیہ میں یہ معروف ہوا تو یہ یہاں مدلول کا نام دال کو دیا گیا ہے۔ سید کمودی قدس سرہ نے

وارفعہا در کشف ست غرۃ و قیل اشرف المجالس و مقعد مہمّا این ست معظم عبارات ائمہ فن کہ از ہاں نفس موقع نشان می دہند نہ از صورت طاق و چہاں از نشان دہند کہ او خود حادث ست در مساجد قدیمہ تا سال ہشتاد و ہشت ہجری نامے ازاں نبود افضل المساجد مسجد الحرام ہنوز ازاں غایبت و در مسجد اکرم بیتہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز نہ بزمان اقدس بود نہ بعہد خلفائے راشدین نہ بعہد امیر معاویہ و عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بلکہ ولید بن عبدالملک مروانی زمانہ امارت خود حادث کردہ است و ماناکہ حامل برآں غیر زینت اعلام مقام امام اللہ علیہ السلام ظاہرہ تبیینہ باشد کہ در توسط صفت خاصہ بمساجد کبار حاجت بنظر و آزمودن نیفتد و لبشب نیز بے روشنی مدرک شود و برائے مقتدیاں بسجۃ امام در طاق فراخی فراغ ہم نماید چون کار مشعل مصالح بود رواج گرفت و زان باز در عامہ بلاد اسلام معہود شد پس اطلاق محراب بر آں نام مبین برآں معین ست اعنی تسمیۃ الدال باسم المدلول سید کمودی

اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کی ان تصریحات سے یہ بات (باقی صفحہ آئندہ)

عہ بتصریحات هؤلاء الکبراء رحمہم اللہ

قدس سرہ در خلاصۃ الوفا در فصل ہشتم باب چہارم
 فرماید یحییٰ عن عبد المہیمن بن عباس نے اپنے والد
 عن ابيه مات عثمان وليس في المسجد
 شرفات ولا محراب فاول من احدث
 المحراب والشرفات عمر بن عبد العزيز
 بہدرفصل دوم ازاں فرمود لہ یکن للمسجد
 محراب فی عہدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم ولا فی عہد الخلفاء بعدہ حتی
 اتخذ عمر بن عبد العزيز فی امارة
 الولید امام عسقلانی در فتح الباری شرح صحیح بخاری
 آورده قال الکرماني من حيث انه
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت یقوم
 بجانب المنبر لای ولہ یکن للمسجد محراب
 امام عینی در عمدة القاری شرح بخاری فرمود

خلاصۃ الوفا کے باب چہارم کی آٹھویں فصل میں فرمایا
 یحییٰ نے عبد المہیمن بن عباس انہوں نے اپنے والد
 سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید
 ہوئے تو مسجد میں کنگرے اور محراب نہ تھے سب سے
 پہلے محراب اور کنگرے بنانے والے حضرت عمر بن
 عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اسی کی دوسری
 فصل میں ہے کہ رسالتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی ظاہری حیات اور خلفائے راشدین کے دور
 میں محراب نہ تھا حتیٰ کہ امارت ولید بن عبد الملک
 میں عمر بن عبد العزیز نے بنوایا۔ امام عسقلانی فتح الباری
 شرح البخاری میں فرماتے ہیں کہ امام کرمانی نے لکھا ہے
 کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر کی ایک جانب
 کھڑے ہوتے یعنی اس وقت مسجد میں محراب نہ تھا۔
 امام عینی نے عمدة القاری شرح البخاری میں فرمایا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

واضح ہو گئی کہ فتح القدر میں امام کے محراب میں
 کھڑا ہونے کے بیان میں جو کہا گیا کہ یہ محراب
 مساجد میں رسالتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 ظاہری حیات سے ہیں سہو و مجہول ہے اس پر
 متنبہ رہنا چاہئے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

تعالیٰ ظہران ما وقع فی الفتح مسألة
 القیام فی الطاق انه نبی فی المساجد
 المحاسیب من لدن رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم اھ سہو فلیتنبه
 ۱۲ منہ غفرلہ (م)

۱۰ وقار الوفا الفصل السابع عشر مطبوعہ احياء التراث بیروت ۵۲۵/۲
 ۱۱ وقار الوفا محراب المسجد النبوی وقی صنع " " " " ۳۴۰/۱
 ۱۲ فتح الباری شرح بخاری قدر کم یغنی ان یكون بنی المصلی والسترۃ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۱۲۱/۲
 ۱۳ فتح القدر باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا نورید رضویہ سکھر ۳۶۰/۱

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
 یقوم بجنب المنبر لانه لم یکن للمسجد
 محراباً علامہ شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ
 العزیز در جذب القلوب شریف فرمایہ در زمان
 آن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علامت محراب
 کہ الآن در مساجد متعارف ست نبود ابتداءً
 آن از وقت عمر بن عبد العزیز ست در وقتیکہ
 امیر مدینہ منورہ بود از جانب ولید بن عبد الملک
 اموی آہ ہمدرد آن ست طولی مسجد در زمان
 ولید و نیست ذراع بود و عرض آن یکصد و
 شصت و ہفت ذراع دوی در تکلف و تصنع عمارت
 باقصی الغایہ کوشید و علامت محراب کہ الآن در
 مساجد متعارف ست او ساخت و پیش ازاں
 نبود آہ مختصراً ازیں تقریر منیر مستنیر شد کہ مسجد
 شستوی خواہ صغری تا آنکہ بقعہ سادہ موقوفہ
 للصلوۃ نیز از محراب حقیقی تہی نتوان بود و ہمون ست
 مقام امام متوارث از زمان امام الانام علیہ و علی آلہ
 افضل الصلوۃ والسلام پس جائیکہ قیام امام فی المحراب
 راست گفتہ اند مراد ہمین ست و نہ قیام
 در محراب مصوری یا باز آئے آن
 کہ او خود در زمان سنت بروز و جائیکہ

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر کے پہلو
 میں قیام فرماتے کیونکہ اُس وقت مسجد میں محراب نہ تھا
 علامہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز
 جذب القلوب میں فرماتے ہیں یہ محراب جو آج متعارف
 ہے رسالتاً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری
 حیات میں نہ تھا اس کی ابتداء ولید بن عبد الملک
 اموی کے دور میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے کی
 جبکہ وہ مدینہ طیبہ کے گورنر تھے آہ اور اسی میں ہے
 کہ ولید کے دور میں مسجد کا طول چالیس ہاتھ
 اور عرض ایک سو پندرہ ہاتھ تھا اور عمارت بنانے
 میں تکلف و تصنع سے انھوں نے کام لیا اور علامت
 محراب جو آج کل مساجد میں متعارف ہے اُس دور
 میں نہ تھا آہ المختصر اس پر نور تقریر سے یہ بات
 آشکارا ہو گئی کہ کوئی بھی مسجد خواہ شستوی ہو یا
 صغری جب سے وہ وقف ہوئی ہے وہ محراب حقیقی
 سے خالی نہیں ہوتی اور یہی وہ مقام ہے جو امام
 الانام علیہ و علی آلہ افضل الصلوۃ والسلام کی ظاہری
 حیات سے امام کی جگہ بنتا رہا لہذا جس جگہ بھی
 علماء نے امام کے محراب میں کھڑے ہونے کو سنت
 کہا ہے وہاں یہی محراب حقیقی مراد ہے نہ کہ محراب
 مصوری میں قیام مراد ہے یا اُس کے برابر جو اُس وقت

لے عمدۃ القاری شرح بخاری قدر کم غیبی ان یکن بین المصلی والمرتۃ مطبوعہ دارۃ الطباعة المنیریہ بیروت ۲۸۰/۴
 ۱۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب باب ششم در بیان عمارت مسجد شریف نبوی مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ چونکہ الکران لا ہو ص ۷۳
 ۲۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب باب ہفتم در بیان تغیرات و زیادات کہ بعد از وصلت ص ۸۸

مکروہ گفتند مراد در محراب صوری استادان
ست بوجہیکہ پائے اندر قضاے او باشد بدلیل و
آن اشتباہ حال امام ست بر قولے و تشبہ
بہ یہود و شبہہ اختلاف مکان
بر قول اصح و وجہ اطلاق
محمد۔

بھی سنت تھا، اور جہاں علماء نے محراب میں امام
کے قیام کو مکروہ قرار دیا ہے وہاں محراب صوری
میں کھڑا ہونا ہے اس طریقہ پر کہ اس کے پاؤں
محراب کے اندر ہوں، اس پر دلیل، ایک قول کے
مطابق امام کے حال کا مشتبہ ہونا اور ایک قول
پر یہود کے ساتھ تشابہ، لیکن اصح قول کے مطابق
مکان کا مختلف ہو جانا ہے اور ایک وجہ امام محمد کے
قول کا اطلاق ہے۔

اقول مشتبہ ہونے کی علت میں نظر و
اشتباہ ہے کیونکہ یہ اکثر طور پر حاصل نہیں ہوتا مگر
اس صورت میں جب صفت زیادہ لمبی ہو اور یہ
اشتباہ قیام فی المحراب کے بغیر بھی حاصل ہو جاتا
ہے بلکہ اس وقت بھی جب محراب اور عمارت نہ ہو
اور یہ بھی معاملہ ہے کہ کیا تمام مقتدیوں کا امام کو
اپنی اپنی آنکھوں سے دیکھنا ضروری ہے کیونکہ نظر
کی ایک حد ہے جس سے متجاوز نہیں ہوتی، تو جس
طرح محراب کے اندر کھڑے ہونے پر امام کے بعد
کی وجہ سے وہ نظر نہیں آتا اس طرح اس کے بغیر
بھی بعد کی وجہ سے ممکن ہے کہ وہ نظر نہ آئے اور
اگر محض اطلاع کافی ہے خواہ وہ بالواسطہ کسی
مقتدی کے ذریعے ہو تو محراب میں کھڑے ہونے
سے اشتباہ کا پیدا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا اور
بلاشبہ آخری بات (وجہ) ہی معتبر ہے ورنہ
ہر وہ شخص جو صفت اول کے بعد والی صفت میں ہو
اسے اشتباہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اسی طرح

اقول وفي تعديل الاشتباه
نظر واشتباہ فانہ لا یحصل غالباً الا
اذا انما دأ طول الصفت وهو یحصل
بدون القیام فی المحراب بل مع
عدم المحراب والبناء اصلًا وإيضًا ان
اے ید اطلاع الكل بنظر نفسه فان
النظر له حد لا يتجاوزہ فکما یعجز
عند قیام الا امام فی المحراب لبعده
ما یعجز ایضاً بدونه علی بعد
اخر وان اکتفی بالاطلاع ولو بواسطه
من معه فی الصلوۃ فلا معنی للاشتباہ
بالقیام فی المحراب ولا شک ان
الاخیر هو المعتبر والا
لم یکن لكل من
بعد الصفت الاول بد من
الاشتباہ ولا لمن فی
طرف الاول علی بعد

يمنع النظر الا بالتفات عن
القبلة ورر والممارست صرح محمد
في الجامع الصغير بالكراهة
ولم يفصل فاختلف المشايخ
في سببها فقلد كونه يصير
مستائرا عنهم في المكاتب
المحراب في معن بيت
آخر وذلك صنيع اهل الكتب
واقصر عليه في الهداية و
اختاراه الامام السرخسي و
قال انه الاوجه وقيل اشتباه
حاله على من في يمينه
وليساره فعلى الاول يكره
مطلقا وعلى الثاني لا يكره
عند عدم الاشتباه وايد الثاني
في الفتح بان امتيان الامام
في المكاتب مطلوب و تقدمه
واجب وغاية اتفاق الملتين
في ذلك و امرتضاه في الحلية وايدة
لكن نائمه في البحر بان
مقتضى ظاهر الرواية الكراهة
مطلقا بان امتيان الامام المطلوب
حاصل بتقدمه بلا وقوف في مكان
آخر ولهذا قال في الوصول الجية
وغیرھا اذا لم يضق المسجد

اس کو بھی جو صفت اول کے اطراف میں اتنا دور
کھڑا ہو کہ نظر سے دیکھ نہ پائے۔ اشتباه کو دور
کرنے کے لئے ان کو اپنے قبلہ سے انحراف ضروری ہوگا۔
ردالمحتار میں ہے کہ امام محمد نے جامع صغیر میں اس
محرابے میں ہونے پر کراہت کا حکم لگایا ہے اور
کوئی تفصیل نہیں دی اس لئے سبب کے بیان
میں مشائخ کا اختلاف ہوا، ایک یہ ہے کہ امام
ایسی صورت میں ممتاز ہو کر یوں ہو جاتا ہے جیسے
وہ کسی دوسرے کمرے میں ہے اور یہ اہل کتاب کا
طریقہ ہے۔ ہدایہ میں اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔
امام سرخسی نے اسے ہی پسند کیا اور کہا یہی مختار
ہے۔ بعض نے کہا کہ امام اپنے دائیں بائیں مقتدیوں
پر مشتبہ ہو جاتا ہے، پہلی صورت میں ہر حال میں
کراہت ہے اور دوسری صورت میں جب اشتباه
نہ ہو کر اہت نہ ہوگی۔ فتح میں یہ کہتے ہوئے
دوسری کی تائید کی اور کہا کہ امام کا ممتاز مقام پر
کھڑا ہونا تو مطلوب ہے اور اس کا مقدم ہونا
واجب ہے اور اس میں دونوں فریق متفق ہیں
اسے حلیہ میں پسند کیا گیا اور اس کی تائید کی
لیکن کبیر میں یہ کہتے ہوئے اس سے اختلاف
کیا کہ ظاہر روایت کا تقاضا یہی ہے کہ ہر حال
میں کراہت ہو اور یہ کہ امام کا مطلوبہ امتیاز آگے
ہونے سے حاصل ہو جاتا ہے یہ اس کے دوسرے
مقام پر کھڑے ہونے پر موقوف نہیں ہے اسی لئے
ولو الجیہ وغیرہ میں ہے کہ جب مقتدیوں پر مسجد

بمن خلف الامام لا ينبغي له ذلك
لانه يشبه تباین المكانین اہ یعنی
وحقیقۃ اختلاف المكان تمنع الجواز
فشبہۃ الاختلاف توجب الکراہۃ
المحراب وان کان من المسجد
فصورۃ وہیأتہ اقضت شبہۃ
الاختلاف اہ ملخصاً قلت ای لان المحراب
انما نبی علامۃ لمحل قیام الامام لیکون
قیامہ وسط الصف کما هو السنۃ
ل لان یقوم فی داخلہ فہو وان کان
من بقاع المسجد لکن اشبہ مکانا
آخر فاورث الکراہۃ ولا یخفی حسن
هذا الکلام فافہم لکن تقدمت
التشبیہ انما یکره فی المذموم وفيما
قصد به التشبیہ لا مطلقاً ولعل هذا
من المذموم تاملاً اہ
کلام الشامی -

اقول ولا محل المترجی بعد
ما افادنا قلاً عن الولوالجیۃ وغیرہا
انه يشبه تباین المكانین وحقیقۃ
تفسد فشبہۃ تکرہ بل لو عد
هذا دلیلاً براسہ
لکفی وشفی کما

تنگ نہ ہو تو امام کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ
دونوں مقامات کا جُدا ہونا لازم آتا ہے اہ اور
حقیقۃً جگہ کا اختلاف جواز نماز سے مانع ہے اور
جہاں اختلاف کا شبہ ہو وہاں کراہت ہوگی اور
محراب اگرچہ مسجد میں ہی ہے لیکن اس صورت و
ہیئت سے شبہ اختلاف پیدا ہوتا ہے اہ تلخیصاً
قلت (میں) شامی (کہتا ہوں) محراب کا
مقصد یہ ہے کہ وہ قیام امام کی علامت ہو تاکہ
اس کا قیام صف کے درمیان ہو یہ مقصد نہیں کہ
امام محراب کے اندر کھڑا ہو۔ محراب اگرچہ مسجد
کا ہی حصہ ہے لیکن ایک دوسرے مقام کے مشابہ
ہے لہذا اس سے کراہت ہوگی۔ اس کلام کا حسن
واضح ہے اسے اچھی طرح محفوظ کر لو، لیکن پیچھے
گزرنا کہ تشبیہ بُری بات میں محکوم ہوتا ہے اور
اس صورت میں جب تشبیہ مقصد ہو ہر حال میں
محکوم نہیں اور ممکن ہے یہ مذموم میں سے ہو۔
(کلام شامی ختم ہوا)

اقول (میں کہتا ہوں) یہ "شاید"
کھنے کا محل نہیں کیونکہ اس نے ولو الجیۃ وغیرہ سے
نقل کر دیا ہے کہ یہ عمل دو جگہوں کے متخالف
ہونے کے مشابہ ہے اور اگر تباین حقیقۃً ہو تو
اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر تباین
کا تشابہ ہو تو نماز میں کراہت آئے گی بلکہ اگر اسے

لا یخفی پیدا است کہ ایں شبہ و تشبہ و اشتباہ ہم یا ہمیں در محراب صوری ست نہ حقیقی اما قیام بجا ذات محراب صوری آنجاں کہ سجدہ در طاق افتد پس فی نفسہ نہ کراہتے دارد لعدم الوجوه المذكورة من التشبه و الاشتباه فیہ نہ فضیلتہ لما قدمنا انہ لم یکن فی اصل السنۃ محراب صوری ولا محاذاتہ پس نظر بذات خودش نباشد جز مباح ازینجاست کہ ایں راست نگفتہ اند چوں مکروہ ہم نبود دفع توہم را کلا باس آوردند آری اگر قیام بمحل محراب حقیقی موافق آید کما هو الغالب لا جرم سنت باشد نہ ازاں رو کہ محاذات محراب صوری ست بل ازاں جہت کہ موافقات محراب حقیقی ست ازین تحقیق انیق بحمد اللہ روشن شد کہ اگر امام در مسجد صیفی بمحراب حقیقی ایستد یقیناً اصابت سنت یافته باشد و بیچ کراہتے بر و نبود گو محراب صوری را محاذی ہم مباش چنانکہ صیفی در عرض ازید از شستوی باشد آنگاہ باید کہ از محاذات طاق بجانب زیادت میل کند و بوسط صیفی بایستد

مستقل دلیل بنایا جائے تو یہ کافی و شافی ہے جیسا کہ واضح ہے اور یہ ظاہریات ہے کہ یہ شبہ، تشبہ اور اشتباہ وغیرہ تمام صورتیں محراب صوری میں ہیں، نہ کہ حقیقی میں، محراب صوری کی محاذات میں اس طرح کھڑا ہونا کہ سجدہ محراب میں ہو فی نفسہ مکروہ نہیں کیونکہ وجہ مذکورہ یعنی شبہ، تشبہ اور اشتباہ یہاں نہیں ہیں اور نہ اس میں کوئی فضیلت ہے کیونکہ ہم نے پہلے بتایا کہ دیا ہے کہ اصل سنت میں نہ محراب صوری ہے اور نہ اس کی محاذات پس وہ اپنی ذات کے حوالے سے سوائے مباح کے کچھ نہیں، یہی وجہ ہے کہ اسے سنت نہیں کہا گیا، چونکہ مکروہ بھی نہیں تو علماء دفع توہم کے لئے لفظ "لا باس" لے آئے ہیں، اگر اس کی محاذات کا قیام محراب حقیقی کے موافق ہو جاتا ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو اب یہ سنت ہوگا مگر اس کی وجہ محراب صوری کے محاذی ہونا نہیں بلکہ محراب حقیقی کے موافق ہونا ہے، بحمد اللہ اس شفاف تحقیق سے واضح ہو گیا کہ اگر امام مسجد صیفی میں محراب حقیقی میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ یقیناً سنت کو پانے والا ہے اور اس پر ہرگز کوئی کراہت نہ ہوگی اگرچہ وہ محراب صوری کے محاذی نہ ہو کیونکہ جب مسجد صیفی عرض میں شستوی سے زیادہ ہو تو اس وقت محراب کی محاذات میں جانب زیادت کی طرف ہو کر صیفی کے درمیان میں

محراب حقیقی قیام کردہ یا شدہ بدستور و رشتوی
 نیز اگر طاق در حاق وسط نبود امام را طاق گذاشتہ
 بوسط شستوی عدول باید کہ محراب حقیقی بدست
 آید در ولایت افغانستان از علمائے زمان کہ
 قیام امام را در مسجد صیغی مکروہ گویند دلیل بر آن
 از یہاں مسئلہ سنیت قیام فی المحراب چوں در
 سوا لیکہ نزد فقیر از ازل ولایت آمدہ بود و انمود
 ناشی از اشتباہ معنی محراب است عنریزان
 اورا محراب صوری گماشتند و از حقیقی غفلت
 کردہ اند و دانستہ شد کہ قیام در صوری سنت
 نیست بلکہ معنی حقیقتش خود مکروہ ہے سنت و انکہ
 سنت است پر مسجد صیغی نیز نقد وقت سنت
 پس کراہت از کجا امام ابن الہمام در فتح این معنی
 را رنگ ایضاح داد کہ فرمود لولہ
 تبین (ای المحاریب) کانت
 السنۃ ان يتقدم فی محاذاتہ ذلک
 المکان لانہ یحاذی وسط
 الصف و هو المطلوب اذ قیامہ
 فی غیر محاذاتہ مکروہ
 اھ و اگر چنان باشد کہ صیغی
 مطلقاً از صلاحیت اقامت جماعت
 بدرود زیرا کہ آنجا محراب صوری نتوان یافت
 و مجرد محاذات اگر چہ از دور بندہ نیست کما

کھڑا ہونا چاہئے تاکہ محراب حقیقی میں قیام ہو جائے
 اسی طرح شستوی میں بھی اگر طاق وسط میں نہیں
 تو امام طاق چھوڑ کر شستوی کے وسط میں ہو جائے
 تاکہ محراب حقیقی کو پایا جاسکے، افغانستان کے
 علاقے میں اس وقت کے علماء مسجد صیغی میں امام
 کے قیام کو مکروہ قرار دیتے ہوئے یہی دلیل
 دیتے ہیں کہ محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے کیونکہ
 اس ملک سے فقیر کے پاس جو سوال آیا ہے اس سے
 واضح ہوتا ہے کہ انھیں معنی محراب میں اشتباہ ہے
 اور انھوں نے محراب صوری مقرر کئے ہیں مگر محراب
 حقیقی سے غافل ہو گئے ہیں اور معلوم ہوا کہ
 صوری میں قیام سنت نہیں بلکہ اسے حقیقی سمجھا
 بذات خود مکروہ ہے اور جو سنت ہے
 وہ صیغی مسجد میں بھی درست ہے، پس یہاں
 کراہت کہاں! امام ابن الہمام نے فتح القدر
 میں اسے واضح کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ بنے ہوئے
 نہیں (یعنی محاریب) تو سنت یہ ہے کہ اس
 جگہ کے محاذی کھڑا ہو جائے کیونکہ وہ وسط صف
 کے محاذی ہے اور یہی مطلوب ہے کیونکہ محاذات کے
 علاوہ امام کا قیام مکروہ ہے اھ اور اگر ایسے ہو
 کہ صیغی اقامت جماعت کی صلاحیت نہ رکھتی کیونکہ
 وہاں محراب صوری نہیں اور صرف محاذات اگر چہ
 دور سے ہو محراب کی نشانی نہیں ہے جیسا کہ تو نے

علیت وقد اعتدوا به والا لم یحکوا
بکراهة قیام الامام فی الصیفی
مطلقا وایں برخلاف عمل ونیت جملہ امت
ست مسجد را بردو در جب سرما و گرما از ہمیں
رو بخش میکنند کہ ہر موسم اقامت جماعت
بر مسجد نتوانند اگر ایں پارہ از قیام امام
معطل ماند لا حرم جماعت را نیز لازم
باشد ہم در پارہ شتوی صفہا بستن کہ
انفراد امام بدرجہ خود مکروہ ست پس از صیفی
بہرہ نیابند مگر بعض قوم در بعض احیان
آنگاہ کہ شتوی ہمہ آمودہ شود وایں یقیناً مخالف
نیت و قصد جملہ بانیان و عمل و توارث عامہ
مومنان ست باز در ہندو و بزازید و غلامہ
و ظہیریہ و خزانہ المفیقین وغیرہا کتب معتمدہ ست
قوم جلوس فی المسجد الداخل
وقوم فی المسجد الخارج اقام
المؤذن فقام امام من اهل الخارج
فامهم وقام امام من اهل الداخل
فامهم قال من سبق بالشروع فهو
والمقتدون به لا کراهة فی حقهم
چرا بلای نفی جنس مطلقاً سلب مستغرق نمایند چرا
نگویند کہ امام مسجد صیفی و مقتدیانش بہر حال
در گرد کراہت اند زیرا کہ قیام

مسجد اور جیسا کہ انہوں نے اس کا اعتراف
کیا ہے ورنہ وہ صیفی میں مطلقاً قیام امام کو
مکروہ قرار نہ دیتے حالانکہ یہ بات تمام امت کے
عمل کے خلاف ہے کیونکہ مسجد کے دو درجے
موسم گرما و سرما کے لحاظ سے کئے جاتے ہیں کہ
ہر موسم میں ایک جگہ جماعت نہیں کرائی جاسکتی تو
اگر یہ حصہ قیام امام سے معطل ہو تو لازم ہوگا کہ
جماعت بھی شتوی حصے میں صیفی بنائے
کیونکہ امام کا تنہا ہونا بذات خود مکروہ ہے تو اس
طرح صیفی حصہ سے فائدہ صرف بعض اوقات بعض
لوگ اس وقت ہی اٹھا سکیں گے جب شتوی حصہ
پُر ہو جائے گا اور یہ بات تمام بانیان مساجد کی
نیت اور عمل اور توارث امت کے خلاف ہے ہندیہ
بزازید، خلاصہ، ظہیریہ، خزانہ المفیقین وغیرہ کتب
معتمدہ میں ہے کہ کچھ لوگ مسجد کے اندر اور کچھ مسجد کے
صحن میں کتھے مؤذن نے اذان کہی اہل خارج میں سے
امام نے جماعت کرائی اسی طرح اندرونیوں میں سے امام
نے جماعت کرائی تو جس نے پہل کر دی وہ امام ہوگا اور
تمام لوگ اس کے مقتدی ہوں گے ان کے حق میں کوئی
کراہت نہ ہوگی کیونکہ یہاں لا نفی جنس انہوں نے
استعمال کیا ہے جو مطلق سلب کا احاطہ کرتا ہے
انہوں نے یہ کیوں نہ کہا کہ مسجد صیفی کا امام اس کے
مقتدی بہر حال کراہت میں مبتلا ہونگے کیونکہ انہوں نے

فی المحراب را ترک گفتند بالجمله ایں خطائے
فاحش ست کہ ولایتیان دریں جسد و زمان
احداث کردہ اندازیں باخبر باید بود۔

سخن راندن ماند از استظهار علامہ شامی
عاملہ اللہ بالطف النامی اقول انچہ بالا گفتہ ایم
غایت توجیہ کلام آن فاضل علام بود و ہمنور
گل نظرے و میدان وارد ماثور و مورث چنانکہ
دانی ہماں قیام امام در محراب حقیقی ست
و آن مقام اشرف موضع و صدر مسجد ست چنانکہ
شنیدی پس ترک او بے عذر شرعی عدول از
افضل و خلاف متوارث العمل و فرع بسوط دلالت
براں ندارد کہ اینجا فی نفسہ اصلاً منظور نیست بلکہ
غایتش آنست کہ توسط صفت سنت عظیمہ ہم
از آن ست چوں برود دست و گریبان شود احتیاً
پرست توسط رود پس انچہ بدل می چسپد کلمات
ائمہ را بر اطلاق آنہاء اشتن اگرچہ در کمال غول
باشد غیر امام جماعت ثانیہ فی مسجد المحلہ را
محراب حقیقی گزاشتنت ست ہذا اخرا الکلام
فی ہذا المقام وقد اوضح بہ کل صرام
و انکشف بہ جمیع الاوهام و التامت کلمات
الائمة الکرام و ما توفیق الا باللہ الملک العلام و
السلام مع الاکرام علی مولنا عبد السلام واللہ
سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

محراب میں قیام کو ترک کیا ہے، حاصل کلام یہ کہ یہ
بہت بڑی غلطی ہے جو اس دور میں ان علاقوں میں
پیدا ہوتی ہے اس سے باخبر ہونا چاہئے۔

رہا معاملہ علامہ شامی کے مختار قرار دینے کا تو
میں کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا اس فاضل
علام کے کلام کی غایت توجیہ ہے اور جو کچھ منقول
متوارث ہے وہ امام کا محراب حقیقی میں قیام ہے
اور وہ مقام سب سے اعلیٰ اور صدر مسجد ہوتا ہے
جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہند اس کا ترک بغیر کسی عذر کے
افضل سے اعراض اور متوارث عمل کے خلاف ہے
اور بسوط کا جزیئہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ مقام
فی نفسہ مقصود نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کسب کے
درمیان کھرا ہونا سنت عظیمہ ہے کیونکہ جب دونوں
میں تعارض ہو تو وسط میں کھرا ہونا سنت اور مختار
ہوگا، دل لگتی بات یہ ہے کہ ائمہ کے کلام کو اپنے
اطلاق پر رکھیں اگرچہ یہ کمزوری بات ہے تاہم اس
سے محلہ کی مسجد میں پہلے امام کا حقیقی محراب کو چھوڑنا
مراد ہے، یہ اس مقام میں آخری کلام ہے اور
اس سے پورا مقصد واضح ہو گیا اور تمام ائمہ کا
کلام موافق ہو گیا و ما توفیق الا باللہ الملک
العلام و السلام مع الاکرام علی مولنا
عبد السلام واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم
و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔